حجۃ الوداع کی شان یکتائی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

مع ضمیمہ

حج - احکام، مسائل وآداب

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

بار اول

۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹ء

نام کتاب	:	حجۃ الوداع کی شان یکتائی
نام مصنف	:	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
صفحات	:	۴۸
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
کمپوزنگ	:	(حشمت علی) مجلس تحقیقات ونشریات اسلام
طباعت	:	کاکوری آفسیٹ پریس، لکھنؤ
قیمت	:	۲۰/روپے

طابع وناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

فون نمبر:0522-2741539، فیکس نمبر:0522-2740806

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

الحمد لله و كفىٰ و سلام على عباده الذين اصطفىٰ امابعد!

حج ایک مقدس اسلامی رکن ہے، جس کی استطاعت ہونے پر اگر تساہلی سے کام لیا جائے تو یہ بات اللہ تعالیٰ کو بڑی ہی ناپسند ہوتی ہے، اور جو حج کی استطاعت کے باوجود اس کی ادائیگی کو مؤخر کرتا رہتا ہے، اور اپنی دوسری خواہشات کو زیادہ اہمیت دے کر اس پر ترجیح دیتا رہتا ہے تو یہ بات اللہ کو اس قدر بُری لگتی ہے کہ حدیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کو اس شخص کی اتنی بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ مسلمان ہو کے مر رہا ہے یا یہ کہ یہودی و نصرانی ہو کے، دوسری طرف جو شخص اس رکن اسلام کو اپنی ضروریات و تقاضوں پر مقدم رکھتا ہے اور دوسرے اعمال پر اس فرض کی ادائیگی کو ترجیح دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص اور تعلق کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور اس کو اس طرح پاک صاف کر دیتے ہیں جیسے کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں جس طرح بچہ کو جب اس کی ماں جنتی ہے تو اس پر گناہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

www.abulhasanalinadwi.org

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کا ایک بڑا ہی ایمان افروز اور عشق ومحبت سے لبریز مضمون جو دراصل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمروں پر معرکۂ آرا تصنیف ''حجۃ الوداع وعمرات النبی'' کا مقدمہ ہے اور جس کا ترجمہ ان کے ہی برادرزادۂ عزیز مولانا سید محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش وتقاضہ پر کیا تھا آئندہ صفحات پر پیش ہے۔

حضرت مولاناؒ کے مقدمہ کا یہ اردو ترجمہ مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے اپنے ماہ نامہ ''الفرقان'' لکھنؤ کی اشاعت ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ میں اپنے تعارفی نوٹ کے ساتھ شایع کیا تھا، مضمون کی افادیت واہمیت کے پیش نظر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ کی جانب سے کتابی شکل میں شایع ہورہا ہے۔
رسالے کے آخر میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم ناظم ندوۃ العلماء، صدر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ کا مضمون ''حج - احکام، مسائل اور آداب'' ضمیمہ کے طور پر شامل کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے فائدے کو عام فرمائے اور قبول کرے، آمین۔

ناشر

www.abulhasanalinadwi.org

مقدمہ

از: حضرت مولانا منظور نعمانیؒ

ہمارے مخدوم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم پر جہاں اللہ تعالیٰ کے بہت سے انعامات ہیں وہاں اس کا ایک بہت بڑا انعام یہ ہے کہ اس نے ممدوح کو مختلف نوعیتوں سے خدمت حدیث کی ایسی توفیق بخشی جو اس عہد میں بہت کم لوگوں کو نصیب ہوئی ہوگی۔

مؤطا امام مالک کی شرح اوجز المسالک کی چھ ضخیم جلدوں اور لامع الدراری شرح صحیح البخاری کی تین جلدوں کے ماسوا جو ایک ممتاز تحقیقی و علمی شان رکھتی ہیں، نیز ان اردو تصنیفات کے علاوہ جو مقبول خاص و عام ہیں اور جن کے بلاشبہ سیکڑوں ایڈیشن نکل چکے ہیں ممدوح نے ۱۳۴۲ھ میں جب ان کی عمر صرف ستائیس سال کی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج ''حجۃ الوداع'' پر صرف ایک شب و روز کی مدت قلیل میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا جس میں اس سفر مبارک کے تمام جزئیات، منازل اور اس کے متعلقہ احکام کو جمع فرمایا، پھر ان پر مفید حواشی کا اضافہ دوسرے اوقات میں فرماتے رہے، یہاں تک کہ وہ اس موضوع پر ایک جامع کتاب بلکہ کتب خانہ بن گیا،

www.abulhasanalinadwi.org

بعد میں حضرت ممدوح اپنے دوسرے دینی و تعلیمی و تربیتی مشاغل میں ایسے مشغول ہوئے کہ ان کو اس رسالہ کی طرف جو "بقامت کہتر اور بقیمت بہتر" کا صحیح مصداق تھا، توجہ کی مطلق فرصت نہ ہوئی، لیکن اسی سال جب آپ نے ایک آنکھ کا قدح کروایا اور معذوریوں کی بنا پر کسی بڑے علمی و تصنیفی کام میں مشغول ہونے کا موقع نہیں رہا جس کے بغیر آپ کے لیے وقت گزارنا مشکل تھا تو آپ کو اپنا وہ رسالہ یاد آیا، اور سعادتمند شاگردوں کی مدد سے آپ نے اس میں بہت سے مقامات پر اجمال کی تفصیل، اور جدید معلومات وتحقیقات کا اضافہ فرمایا اور اس کو گذشتہ رجب ۱۳۹۰ھ میں لیتھو پر چھپوا بھی لیا، بعد میں اس خیال سے کہ علماء عرب لیتھو کی طباعت کے عادی نہیں اس کو ندوۃ العلماء کے ٹائپ پریس میں چھاپنے کا ایماء فرمایا۔

اسی دوران میں بعض غیبی اشارات و مبشرات سے اس تصنیف کی مقبولیت کا اظہار ہوا، ساتھ ہی ساتھ یہ اشارہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ حضرت ممدوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں پر بھی تحقیق و بحث کر کے اس مبارک سلسلہ کی بالکل تکمیل فرمادیں، چنانچہ ایک مستقل رسالہ "جزء العمرات" کے نام سے املا فرمایا، اور اس کی بھی ہندوستانی طباعت ہوگئی، اب یہ دونوں رسالے خوبصورت عربی ٹائپ میں "حجۃ الوداع وعمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے نام سے شائع ہو رہے ہیں جو اہل علم اور اہل ایمان کے لیے ایک نایاب تحفے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

کتاب پر محبّ گرامی مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی نے ایک مبسوط مقدمہ لکھا جس میں حجۃ الوداع کی دینی، وتاریخی وعلمی حیثیت سے شان یکتائی کو واضح کیا، پھر کتاب کی خصوصیات کی تشریح کی، یہ مقدمہ بجائے خود ایک علمی وافادی حیثیت رکھتا ہے، صاحب مقدمہ کے برادر زادہ عزیز مولوی سید محمد الحسنی مدیر البعث الاسلامی نے ہماری فرمائش پر اس کے اس حصہ کا ترجمہ کیا جو ''نفس حجۃ الوداع'' اور اس کی خصوصیات سے متعلق تھا، ہم یہ ترجمہ بڑی مسرت اور تشکر کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں کہ حج کا زمانہ قریب آگیا ہے، امید ہے کہ بہت سے عازمین حج نیز دوسرے اہل علم اس کے مطالعہ سے محظوظ ومستفید ہوں گے۔

محمد منظور نعمانی

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو اقوام عالم کے درمیان جن انعامات سے نوازا ہے اور دین اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابلے میں جو خصوصیات عطا فرمائی ہیں ان میں ایک حج بھی ہے، مذاہب واقوام کی پوری تاریخ میں ہمیں کسی ایسی عبادت کا سراغ نہیں ملتا جو اپنی اصلاح وتاثیر، قلوب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ کرنے، شوق وذوق پیدا کرنے، بہترین طریقہ پر انسان کے ان جذبات کی تسکین وتکمیل، ملت حنیفی اور اس کے امام وبانی سے تجدید تعلق، قلوب کو نئی طاقت اور نئے ایمان سے معمور کرنے، دلوں کی سرد انگیٹھیوں کو دوبارہ سلگانے اور بھڑکانے، عادات ورسوم کی بندشوں سے آزادی اور رواج ودستور کی گراں باری سے گلوخلاصی، توحید اور دین خالص کی دعوت، شرک ووثنیت کے مظاہر سے بے تعلقی واظہار بیزاری، جغرافیائی حد بندیوں، سرحدی پابندیوں اور انسانوں کے مادی وظاہری اختلافات سے بالاتری، تعلیم وتربیت اور تبلیغ ودعوت کے مقاصد کی تحصیل وتکمیل، اس دین کو تحریف سے اور امت کو عمومی انحراف وگمراہی سے باز رکھنے اور اہل غلو اور اہل باطل اور اہل جہل کی دست درازیوں سے دور رکھنے، اصل سرچشمہ کی حفاظت کرنے، تحمل وبرداشت کی عادت ڈالنے اور مسلمانوں کو عادت کا غلام اور رسم

www.abulhasanalinadwi.org

ورواج کا پابند بنانے کے بجائے حکم کا بندہ اور ''راضی برضائے مولیٰ'' بنانے میں اس درجہ کمال اور اثر رکھتی ہو اور اس میں یہ سارے فوائد و منافع اور ثمرات وبرکات یکجا ہوں۔(۱)

''لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ''. (سورہ حج)

تاکہ اپنے فوائد ومنافع کے لیے وہاں حاضر ہوں اور معلوم ومتعین دنوں میں خدا کا نام لیں......

اس روشنی میں دیکھیے تو خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور آپ کے معجزات میں سے ایک زندہ معجزہ ہے، انبیاء کرام کی عبادات ومناسک میں اس کو ایک بلند ومنفرد مرتبہ حاصل ہے، وہ بہت سے پہلوؤں میں منفرد ہے، اصلاحی وتربیتی شعبہ میں بھی منفرد ہے، باطنی وروحانی شعبہ میں بھی اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ اس حج میں ایک مجمع کثیر کو آپ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا، اور آپ کی پیروی، آپ کی باتوں پر عمل، آپ کے حرکات وسکنات کا مطالعہ، آپ کے صبح وشام کے معمولات ضبط کرنے اور محفوظ کرنے کا موقع ملا، اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ سلف سے خلف تک امت کے تمام طبقات نے اس کا پورا اہتمام رکھا کہ اس سفر میں آپ کے ہر قول یا عمل، عادات یا عبادات، نفی یا اثبات سے احکام کا استنباط اور جزئیات کا استخراج کیا جائے، اس معاملہ میں ان حضرات کی

(۱) حج کے مقاصد واسرار سے تفصیلی واقفیت کے لیے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کا مطالعہ فرمائیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہمتیں اتنی بلند، دماغ اتنا رسا، اور شعور اس درجہ لطیف وحساس تھا کہ وہ اس کی ان دقیق تفصیلات اور نزاکتوں کو بھی اپنی گرفت میں لائے جس کے بعد کوئی درجہ اور منزل باقی نہیں رہتی، انہوں نے اپنی عقل اور ذہانت کی ساری توانائیاں اس کے لیے نچوڑ کر رکھ دیں۔

لیکن یہ کارنامہ صرف علم یا عقل کا نہ تھا، علم وعقل کی کارگزاری ہم نے بہت کم دیکھی ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ بڑے لوگوں کے سفرناموں یا کارناموں کے بیان میں اس سے بہت سی وہ اہم چیزیں چھوٹ گئیں جن کی کوئی علمی یا تاریخی قیمت واہمیت نہ تھی یہ دراصل اس محبت کا کرشمہ ہے جو کسی وقت غافل نہیں ہوتی اور کبھی نہیں اکتاتی، جس کو محبوب سے نسبت رکھنے والا ہر ذرہ عزیز ہوتا ہے، بال سے زیادہ باریک ونازک باتیں اس کو محبوب ہوتی ہیں، وہ اس کو اپنی سب سے قیمتی دولت اور سب سے بہترین سرمایہ قرار دیتی ہے بلکہ جان سے زیادہ عزیز اور دل سے بھی زیادہ قریب سمجھتی ہے۔

اس پوری طویل ومبارک سفر میں محبت عقل کی رفیق رہی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا پہلی بار اعلان فرمایا اور لوگ اس طرح آپ کے چاروں طرف جمع ہونے لگے جس طرح پروانے کسی روشن چراغ پر، اس وقت سے لے کر آپ کی واپسی تک محبت اور عقل کا یہ ساتھ ایک لمحہ کے لیے نہ چھوٹا، ان دونوں نے مل کر آپ کے سفر وحضر اور افعال واقوال کا مشاہدہ کیا اور امت اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک ایسی دستاویز، ایک ایسا زندہ اور جیتا جاگتا مرقع اور اس مبارک سفر کی ایسی پاکیزہ، سچی اور روشن تصویر

www.abulhasanalinadwi.org

پیش کردی جس کو دیکھ کر ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کس طرح تشریف لے گئے ہوں گے پھر منیٰ، عرفات اور اس کے بعد مکہ واپسی اور آخر میں مدینہ کی تشریف آوری کے دوران کیا کیا باتیں پیش آئیں وہ اس شفاف وامانت دار آئینہ میں آپ کو طواف وسعی فرماتے ہوئے دیکھ سکتا ہے، تقریر کرتے ہوئے، گفتگو کرتے ہوئے، تعلیم دیتے ہوئے، مسئلے بتاتے ہوئے سن سکتا ہے، اور آپ کے ساتھ ان سارے مقامات کا اس طرح مشاہدہ کر سکتا ہے جیسے وہ کوئی چشم دید واقعہ ہو یا ابھی کل کی بات ہو، وہ اس کے ذریعہ ہر اس سعادت سے اپنی محرومی اور اس مبارک قافلہ میں اپنی غیر موجودگی کی کسی قدر تلافی بھی کر سکتا ہے، غائب اس کے لیے حاضر بن جاتا ہے، ماضی حال بن جاتا ہے، گزرے ہوئے دن گویا اس کے لیے لوٹ آتے ہیں، اس سے اس کو بڑی تسلی اور تسکین حاصل ہوتی ہے، وہ خدا کی حمد کرتا ہے اور دل سے اس کا احساس واعتراف کرتا ہے کہ اس سفر حج کی روداد اقلمبند کر کے ان وفاداروں اور جاں نثاروں، اور ان امین وثقہ راویوں کا امت پر اور ملت پر اور خود اس کے جان ودل پر کتنا بڑا فضل واحسان ہے، وہ ان کے لیے سراسر شکر وسپاس بن جاتا ہے اور حق یہ ہے کہ کسی امت نے اپنے نبی کے ساتھ وہ نہیں کیا جو اس امت نے کیا، اور کسی ملت نے آثار ونقوش کو محفوظ وزندہ جاوید بنانے، روایت احادیث اور ہر چھوٹی بڑی چیز کی نقل وحفاظت کا اس درجہ اہتمام اور اس کی وہ فکر نہیں کی جو امت محمدیہؐ نے کی، نہ کسی مذہب کے علماء نے اپنے انبیاء کی ایک ایک عبادت کو اس طرح قلمبند کیا اور اس

www.abulhasanalinadwi.org

کو محفوظ رکھا جس طرح اس امت نے حجۃ الوداع کے ساتھ کیا، نہ اس میں اتنی دقیقہ رسی اور بالغ نظری سے کام لیا جتنا اس حج میں لیا گیا۔

تمام قرائن اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں یہ حج اسی تفصیل کے ساتھ مقصود تھا، یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہ تھا بلکہ اپنے مناسب ترین وقت میں پیش آیا "قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْراً" اس کی اس تاخیر میں بھی خدا کی بڑی حکمت و مصلحت پوشیدہ تھی، چنانچہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب اسلام جزیرۃ العرب میں پھیل چکا تھا، مسلمانوں کی تعداد بڑھ چکی تھی، ایمان مضبوط و مستحکم ہوگیا تھا، محبت پروان چڑھ چکی تھی اور برگ وبار لارہی تھی، نفوس تعلیم واستفادہ کے لیے تیار تھے، قلوب بیدار و مشتاق تھے، اور نگاہیں مطالعہ و مشاہدہ کے لیے بے قرار و منتظر تھیں، جدائی کی گھڑی قریب آپہونچی تھی، اور ضرورت اس بات کی مقتضی تھی کہ امت کو وداع کیا جائے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج بیت اللہ کے لیے تشریف لائے تاکہ مسلمانوں سے ملاقات کرلیں، ان کو آخری طور پر ان کی طریقہ عبادت و مناسک سے آگاہ کردیں، شہادت حق کا فریضہ ادا کردیں اور امانت ان کے ہاتھوں میں پہونچادیں، ان کو آخری وصیتیں کردیں، اور ان سے اس بات کا عہد و میثاق لے لیں کہ وہ آپ کے بعد بھی جادۂ حق اور راہِ شریعت پر قائم رہیں نیز جاہلیت کے آثار ونشانات کو اپنے قدموں سے پامال کردیں اور ہمیشہ کے لیے مٹادیں۔

اس لحاظ سے یہ حج ہزار تقریروں اور نصیحتوں اور درس و تعلیم کا قائم مقام تھا، یہ ایک چلتا پھرتا مدرسہ، متحرک مسجد اور ایک گشتی کیمپ یا چھاونی تھی،

www.abulhasanalinadwi.org

جاہل اس میں علم حاصل کرتا، غافل بیدار ہوتا، کاہل چست و چالاک ہو جاتا، کمزور و پست ہمت حوصلہ مند و طاقتور ہو جاتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و محبت، آپ کی شفقت اور دلداری، اور تربیت و سرپرستی ابر رحمت کی طرح قیام و سفر ہر حال میں اور ہر جگہ ان پر سایہ فگن تھی۔

مسلمانوں کی عقلی پختگی اور اس محبوب شخصیت (فداہ ابی و امی) سے ان کی محبت، شدت تعلق اور وابستگی اس درجہ پر تھی کہ اس سفر کے معمولی سے معمولی واقعہ اور چھوٹے سے چھوٹے جزئیہ کو انہوں نے اس طرح قلمبند کیا کہ اس کی مثال بڑے بڑے سلاطین و سربراہوں اور بڑی سے بڑی شخصیتوں اور عبقری و غیر معمولی انسانوں کے حالات سفر میں بھی نہیں ملتی، یہ درحقیقت اس عاشق صادق کی شان ہے جس کو محبوب کی ہر چیز محبوب اور ہر ادا پسند ہوتی ہے، اس کو اس کے ذکر میں مزہ آتا ہے، اور وہ خوب جی لگا کر اور دل کھول کر اس کی تفصیلات بیان کرتا ہے اور معمولی سے معمولی چیز کو بھی نظر انداز کرنا اس کو گوارا نہیں ہوتا، اور باریک سے باریک پہلو اور دقیق سے دقیق مسئلہ بھی اس سلسلہ میں اس کی نگاہ سے اوجھل نہیں ہونے پاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھتے وقت خوشبو استعمال فرماتے ہیں تو راوی اس کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ خوشبو کس نے آپ کے لگائی، اور خوشبو کی یہ کون سی قسم تھی، کہتے ہیں "پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آپ کو ذریرۃ (۱) کی خوشبو لگائی، اور مشک کی خوشبو بھی لگائی،

(۱) شراح حدیث نے ذریرہ کی تعریف اور اس کی اقسام پر تفصیل سے کلام کیا ہے اس کا ذکر حجۃ الوداع و عمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ملے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہاں تک کہ مشک کی چمک آپ کے بالوں کی مانگ اور ریش مبارک پر نظر آ رہی تھی''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِشعار (۱) کرتے ہیں تو راوی اس کی پوری تفصیل کا ذکر کرتے ہیں اور اس میں پورے تعین و تیقن سے کام لیتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ ''اشعار'' جانور کے داہنی طرف تھا یا بائیں طرف، اور خون کس طرح پونچھا تھا؟ آپ کے پچھنہ لگوانے کا ذکر کرتے ہیں تو باوجود اس کے کہ پچھنہ لگوانا ایک خاص طبی اور طبعی فعل ہے جس کا مناسک حج سے کوئی تعلق نہیں، اس حصہ جسم کی اس جگہ کا تعین کرتے ہیں جہاں لگایا گیا، اس مقام کی تشریح کرتے ہیں جہاں یہ واقعہ پیش آیا، ان کے الفاظ ہیں ''آپ نے ملل میں پچھنہ لگوایا، اور ملل مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے جس کا فاصلہ مدینہ طیبہ سے ۱۷ میل ہے''۔ آپ نے اپنے سر پر ''لحی جمل'' کے مقام پر پچھنہ لگوایا جو مکہ کے راستہ میں ایک مقام ہے'' آپ کی خدمت میں گوشت کا ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے جو کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں اور عام طور پر لوگوں کو اس طرح کی چیزوں کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی، لیکن اس کا ذکر بھی تعین و تفصیل کے ساتھ کرتے ہیں، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

''جب سب لوگ ابواء پہونچے تو صعب بن جثامۃ نے آپ کی خدمت میں گورخر کا گوشت پیش کیا''۔ مدینہ اور مکہ کے مابین جتنی منزلیں ہیں وہ ان سب کا شمار کرتے ہیں، ایام سفر کی پوری گنتی یاد رکھتے ہیں، حالانکہ یہ وہ

---

(۱) ''اشعار'' سفر حج میں قربانی کے جانور کے جسم پر ایک چرکہ لگا دینا جس سے ایک ہلکا سا نشان بن جائے اور معلوم ہو کہ یہ منیٰ میں قربانی کے لیے جا رہا ہے، اور ہدی کا جانور ہے، عرب اس کا ہر دور میں احترام کرتے تھے اور اس سے تعرض نہیں کرتے تھے، حدیث و فقہ کی اصطلاح میں اس کو ''اشعار'' کہتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

زمانہ ہے جب نہ ڈائری اور روزنامچہ لکھنے کا معمول تھا نہ حالات سفر قلمبند کرنے کا دستور، لیکن

محبت خود سکھادیتی ہے آداب خردمندی

راوی کہتے ہیں:

”پھر آپ تشریف لے چلے یہاں تک کہ ”ذی طویٰ“ میں پہونچے وہاں آپ نے سنیچر کی رات گزاری، ذی الحجہ کی ۴ تاریخ گزار کر فجر کی نماز آپ نے وہیں ادا فرمائی، اسی دن غسل فرمایا اور مکہ کی طرف روانہ ہوئے“۔

ایک ایسے سفر میں جس میں حددرجہ مصروفیت وانہماک ہو، متعدد منزلیں ہوں، ہجوم کی کثرت ہو، اس میں ایک سانپ نکلنے اور پھر اس کے بچ کے نکلنے کا واقعہ بھی ان کی توجہ سے محروم نہ رہا۔

منیٰ کی رات کا ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں، ایک سانپ نکلا، لیکن جب اس کو مارنے کی کوشش کی گئی تو وہ اپنے بل میں گھس گیا“ وہ اس شخص کا ذکر کرتے ہیں جس کو اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھالیا تھا(۱) حجام کا ذکر کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اس نے کس طرح بال بنائے۔ آپ نے دائیں طرف والوں میں کس کو عنایت فرمایا اور بائیں طرف والوں میں سے کس کو مرحمت فرمایا، یہ ساری باتیں وہ ہیں جن کو محبت کی کرشمہ سازی کے سوا کچھ اور نہیں کہا جاسکتا۔

---

(۱) نسیم الریاض کے مصنف نے ان سب حضرات کا استیعاب کیا ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اس کی سعادت حاصل ہوئی، انہوں نے ان کی تعداد ۸۳ لکھی ہے، ابن مندہ نے اس تعداد سے زیادہ لکھا ہے، تفصیل کے لیے کتاب حجۃ الوداع وعمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرمائیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

بڑا اضاعت وقت ہوگا اگر ہم مشاہیر وزعماء کے سفرناموں میں اس طرح کے نظائر تلاش کریں بہت سی قوموں میں نے اپنے انبیاء کی ناقص ونا تمام تاریخ لکھی اور اس کا بہت بڑا حصہ ان سے ضائع ہو گیا، جس کے بغیر ان کے حالات کی تکمیل ہی نہیں ہو سکی، ان کے احوال واخبار کا بہت تھوڑا حصہ محفوظ رکھنے میں وہ کامیاب ہوئے، چنانچہ سیدنا مسیح علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے متعلق زیادہ سے زیادہ جو ہم کو معلوم ہے وہ ان کی زندگی کے آخری تین سال کے واقعات ہیں، اس کے علاوہ بہت متمدن وقدیم قوموں میں مذاہب اور فلسفوں کے بانی گزرے ہیں لیکن آج ان کے صرف نام نظر آتے ہیں اور اگر کہیں حالات بھی ملتے ہیں تو اتنے ادھورے اور تشنہ جن سے نہ زندگی کے معاملات پر کوئی روشنی پڑتی ہے نہ ان کے اندر کسی نسل وقوم کی رہنمائی کا سامان ہے۔

حج اپنے مخصوص طرز ومزاج کی وجہ سے جس میں وہ دوسرے ارکان سے بہت ممتاز ومختلف ہے، نیز اپنے مسلسل نقل وحرکت، مختلف مناسک واعمال اور پیہم سفر وجدوجہد، نیز ان احکام وآداب جزئیات اور لوگوں کے احوال کے اختلاف کی وجہ سے فقہ کے ابواب ومباحث میں سے ایک بہت وسیع باب اور نازک مبحث ہے، اور ان میں احکام ومسائل کا بہت بڑا ذخیرہ ہے، اسی لیے متقدمین ومتاخرین ہر زمانہ کے علماء نے اس پر ہمیشہ اپنی خاص توجہ مرکوز کی، تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد کے علماء میں بہت سے ایسے لوگ تھے جو اس کے علوم اور اس کے فقہی مسائل میں امامت کا درجہ رکھتے تھے، اور اس میں ان کو اختصاص وکمال حاصل تھا، خلفاء اور ارباب حل وعقد کو بھی اس کا بہت اہتمام

www.abulhasanalinadwi.org

تھا، اوروہ اس کا اعلان کردیتے تھے کہ زمانۂ حج میں فتویٰ دینے کے مجاز صرف فلاں فلاں حضرات ہوں گے، خلفاء راشدینؓ، خلفاء بنی امیہ اور بنی العباس سب کے یہاں امیر الحج ضروری تھا اور اس کو حج کے موقع پر روانہ کیا جاتا تھا۔(۱)

علماء اسلام، فقہاء امت اور بڑے بڑے مصنفوں نے اس میں جس قدر دیدہ وری اور عرق ریزی سے کام لیا اور اس کا جس قدر استیعاب کیا وہ فقہ کے کسی اور شعبہ کے ساتھ نہیں کیا گیا، بہت سے لوگوں نے مناسک حج اور اعمال حج پر کتابیں لکھیں اور خاص اسی کو اپنے بحث ونظر اور مطالعہ کا موضوع بنایا، اگر وہ کتابیں جو مختلف ملکوں، مختلف زبانوں اور مختلف زمانوں میں مناسک اور احکام حج پر لکھی گئی ہیں یکجا کی جائیں تو ایک پورا کتب خانہ تیار ہو جائے، بہت سے مصنف وہ ہیں جنہوں نے اس سلسلہ میں اپنے فقہی مسلک کو اساس بنایا، بہت سے وہ ہیں جنہوں نے سارے مسلکوں کا استیعاب کیا اور سب کے دلائل لکھے اور ان کا عملی موازنہ بھی کیا، بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے حجۃ الوداع پر پوری کتاب تصنیف کی۔

یہ سب باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام میں حج کا بہت بڑا مرتبہ ہے اور امت نے ہمیشہ اس سے غایت درجہ دلچسپی اور وابستگی رکھی ہے۔

چونکہ حج کا فریضہ سال میں صرف ایک مرتبہ ادا کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ اجر عظیم، ثواب جزیل اور مغفرت کے جو وعدے ہیں "مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" اس کے جو فضائل بیان

---

(۱) البدایہ والنہایہ اور ابن کثیر وغیرہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

کئے گئے ہیں اور اس سفر میں جو غیر معمولی اہتمام کیا جاتا ہے، تکلیفیں و مشقتیں برداشت کی جاتی ہیں، کبھی سمندروں کو عبور کرنا ہوتا ہے کبھی صحراؤں اور ریگستانوں کو، خطرہ بھی مول لینا پڑتا ہے، گھر بار اور اہل وعیال سے جدائی بھی ہوتی ہے، احرام کے احکام اور شرائط کی پابندی کرنی پڑتی ہے، فسق وفجور، سخت کلامی اور بدزبانی سے بچنا ہوتا ہے، یہ سب باتیں خود اس کی مقتضی ہیں کہ اس کے مسائل وآداب سے واقفیت کی پوری بلند ہمتی اور عزیمت کے ساتھ فکر کی جائے اور ساری توجہ اور طاقت اس کو درجۂ کمال تک پہونچانے پر مرکوز کردی جائے، اور شمار کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر عمل کیا جائے اور آپ کے نقوش پا کو چراغ راہ بنایا جائے اور اپنی امکانی طاقت تک آپ کی پیروی واتباع اور نقل وتقلید میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج سے امت کے اس تعلق کا راز اور اس کی بنیادی اہمیت یہی ہے، اور یہ حج ہر مسلمان کے لیے تاقیامت ایک ایسا مثالی حج ہے جو اس کو ہمیشہ راہِ ہدایت اور جادۂ استقامت پر قائم رکھ سکتا ہے۔

☆☆☆

ضمیمہ

حج - احکام و مسائل

از: حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

حج کی فرضیت

حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے، جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ، اسی طرح حج، اس کی فرضیت قرآن شریف، حدیث شریف، اجماع اور عقل ہر طرح سے ثابت ہے، اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے، ہر اس شخص پر جو آزاد، عاقل بالغ، تندرست ہو اور اس کے پاس اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد اتنا زائد ہو کہ اس سے مکہ مکرمہ جانے آنے اور دوران سفر کے اخراجات پورے ہوسکیں، عمر میں ایک بار فرض ہوتا ہے، جس کی ادائیگی زندگی بھر میں ضروری ہوتی ہے، حج کی استطاعت کے ہونے کی صورت میں بھی حج نہ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہت برا قرار دیا گیا ہے، اور اس پر بڑی وعید آئی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً، وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ“۔ (آل عمران:۹۷)

www.abulhasanalinadwi.org

اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر، حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پاوے اس تک راہ اور جس نے کفر وانکار کیا تو اللہ غنی و مستغنی ہے تمام جہاں کے لوگوں سے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو اس کو جلدی کرنا چاہئے'' اور فرمایا:۔

''جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا مرض شدید یا ظالم بادشاہ نے نہیں روکا اور وہ بلا حج مر گیا تو اس کی مرضی جو چاہے کرے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر''۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حج کا نہ کرنا کفر کی طرح کی بات ہے اور حدیث شریف سے کھلا ہوا اشارہ مل رہا ہے کہ حج کا نہ کرنا گویا اسلام سے رشتہ ناطہ توڑ دینا یا اسلام سے بے تعلقی کے مرادف ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ان فرمودات کے بعد کسی مسلمان کے لیے حج ترک کرنے یا اس کی ادائیگی میں سستی وکوتاہی کرنے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے، بہت ڈرنے کی بات ہے، حج کی استطاعت ہوتے ہی کسی بھی مسلمان کے لیے زیبا نہیں کہ اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے، کیونکہ خدانخواستہ اگر حج نہ کر سکا تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا کتنا افسوس ناک مقام ہوگا۔

حج کے فضائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''جس شخص نے محض اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے حج کیا، اوراس میں جماع، فحش باتوں اور گناہوں سے بچا رہا تو وہ ایسا پاک ہوکر لوٹتا ہے جیسا کہ وہ پیدا ہونے کے وقت بے گناہ تھا"۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو حاجی سوار ہوکر حج کرتا ہے، اس کے ہر قدم پر سات سونیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے لکھی جاتی ہیں"۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ "حج میں خرچ کرنے کا ثواب جہاد میں خرچ کرنے کے ثواب کے برابر ہے"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو دونوں عمروں کے درمیان ہوں اور حج مبرور کی جزاء صرف جنت ہے"۔

عمرہ وحج کا فرق

عمرہ چھوٹا حج ہے، اس لیے اس کو حج اصغر بھی کہا جاتا ہے، اوراس کے مقابلہ میں حج کو حجِ اکبر سے تعبیر کیا جاتا ہے، عمرہ اور حج میں فرق یہ ہے کہ حج میں جتنی شرطیں ہیں، اور وہ جتنی تفصیل سے ضروری ہیں، اتنی عمرہ میں نہیں ہیں، عمرہ سال کے کسی بھی حصہ میں ہوسکتا ہے، سوائے صرف ان چار پانچ دنوں کے جن میں حج کا وقت مقرر کیا گیا ہے، لیکن حج صرف اپنے مقررہ دنوں میں کیا جاسکتا ہے، عمرہ میں منیٰ، مزدلفہ، عرفات جانے اور وہاں کے شعائر ادا کرنے کی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی ہے، اس میں صرف طواف اور سعی کافی قرار دی گئی ہے،

جب کہ حج میں ان مذکورہ جگہوں پر بھی جانا اور وہاں کے شعائر ادا کرنا ضروری ہے اور عرفات کی حاضری کے بغیر تو حج ہوتا ہی نہیں۔

حج مبرور

حج مبرور وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو، علماء کہتے ہیں کہ اللہ کے یہاں مقبول حج ہی کا نام حج مبرور ہے، بعض کہتے ہیں کہ جس میں نام ونمود اور دکھاوا نہ ہو وہ حج مبرور ہے، بہر حال حج کی جو بہترین اور اعلیٰ قسم ہوسکتی ہے وہ حج مبرور ہے، ہر مسلمان کو دعا اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ حج مبرور کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

حج کی ادائیگی کب صحیح ہے

۱۔ صحیح یہ ہے کہ حج کے شرائط پائے جائیں تو بلا تاخیر حج کرنا چاہئے۔ دوسرے سال پر اٹھا رکھنا اچھا نہیں ہے۔

۲۔ ناجائز مال سے حج کرنا حرام ہے۔

۳۔ کسی کے ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج ہوں یا کسی کا قرضہ اس کے ذمہ ہو اور اس کے پاس مال نہ ہو، یا کسی کی ضمانت ہو تو ان سب صورتوں میں ماں باپ سے یا قرض خواہ سے یا جس سے ضمانت کی ہو اس سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے، بلا اجازت حج کرنا مکروہ تحریمی ہے، لیکن جس کے ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج نہ ہوں اس کو اجازت لینا ضروری

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں ہے، لے لے تو اچھا ہے۔

۴۔ عورت حج کو جائے تو ضروری ہے کہ ساتھ میں شوہر یا محرم یعنی کوئی ایسا آدمی ہو جس سے اس کا نکاح درست نہ ہو، جیسے باپ، چچا، بھائی، بیٹا یا دودھ شریک بھائی یا سسر وغیرہ۔ ایسے ساتھ کے بغیر عورت کا سفر کرنا جائز نہیں ہے، اگر کرے گی تو گنہ گار ہوگی۔

حج بدل

جو ذی حیثیت مسلمان اس درجہ معذور ہو گیا ہے کہ اب خود حج ادا نہ کر سکتا ہو، یا اس کا انتقال ہو گیا ہو اور اس کی اولاد اس کی طرف سے نفلی حج ادا کرانا چاہے تو اس کے لیے حج بدل کی صورت ممکن ہے، اس کے لیے کسی ایسے مسلمان کو جو خود اپنا حج کر چکا ہو، اس ذی حیثیت شخص کے وطن سے حرمین شریفین تک پھر واپسی اس کے وطن تک کے قیام و طعام و سفر کے تمام ضروری اخراجات دے کر حج کے لیے بھیجا جا سکتا ہے۔

حج بدل کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ جس کی طرف سے حج بدل کر رہا ہو، اس کی نیت سے اس طرح حج کرے جیسا اپنا حج کرتا، اس کے دیئے ہوئے مصارف کو صرف مقصد سفر اور اس کے ضروری متعلقات ہی میں خرچ کرے، اپنی ذاتی ضروریات میں صرف نہ کرے، کھانے پینے نیز قیام کے مصارف بھی حج بدل کے مصارف میں شمار کیے جائیں گے، اگر حج بدل بھیجنے والا اجازت و اختیار دیدے کہ وہ اپنی مرضی سے آزادانہ طریقہ پر

www.abulhasanalinadwi.org

خرچ کر سکتا ہے تو پھر اس کے لیے جائز ہے۔
جن لوگوں نے اپنا حج پہلے کبھی نہ کیا ہو تو ان کو بھی حج بدل میں بھیجا جا سکتا ہے، اس کی کچھ شرطیں اور تفصیل ہے، ایسا کرنے والے کو مفتی سے معلوم کر لینا چاہیے۔

حج شروع کرنے سے قبل کرنے کے کام

حج سے پہلے تمام گناہوں سے اس طرح توبہ کرنی چاہیے کہ اپنے کیے پر دل سے نادم و شرمندہ ہو اور خدا سے اس کی معافی چاہے، اور آئندہ نہ کرنے کا عزم بالجزم کرے۔ اگر حقوق اللہ (نماز، روزہ) قضا کیے ہیں تو ان کی قضا کرے کسی آدمی کا کوئی مالی حق اس کے ذمہ ہو تو اس کو ادا کرے یا معاف کرائے اور اگر گالی دی ہے، یا مارا ہے، یا غیبت کی ہے، تو اس کو بھی صاحبِ حق سے معاف کرائے، اپنا حق معاف کرانے اور اپنے رشتہ داروں یا دوستوں سے رخصت ہونے اور ان سے دعا کی درخواست کرنے کے لیے خود ان کے گھر جائے، اور جب حاجی حج سے واپس آئے تو وہ لوگ اس سے ملنے اور دعا کرانے آئیں۔

احرام کا طریقہ اور آداب

آپ کو اپنے راستے کی میقات آنے سے قبل احرام کے لیے تیار ہونا چاہیے تاکہ میقات سے قبل آپ احرام باندھ سکیں۔
جدہ پہنچنے میں جب تقریباً دو دن باقی رہ جائیں گے تو آپ کا جہاز

www.abulhasanalinadwi.org

میقات یلملم کے سامنے سے گزرے گا، آپ کو یہیں سے احرام باندھنا ہے کپتان کی طرف سے پہلے ہی اس کا اعلان ہوجائے گا، احرام کے لیے آپ کے پاس دو چادریں یا بڑے تولیے ہوں گے، آپ ان ہی میں سے ایک لنگی کی طرح باندھ لیجئے، اور دوسری کو اپنے جسم کے اوپری حصہ پر اوڑھ لیجئے پھر دو رکعت نفل ادا کیجئے نماز کے دوران چادر سے سر کو ڈھکے رکھیے اور سلام پھیرتے ہی سر کو کھول دیجئے اور عمرہ یا حج کی جیسا ارادہ ہو ویسی نیت کیجئے عمرہ کی نیت کے لیے آپ یہ الفاظ کہہ سکتے ہیں:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ".

"اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں پس تو اسے میرے لیے آسان کردے اور اس کو مجھ سے قبول فرما"۔

اور اگر حج افراد کی نیت کرنی ہے تو "العمرہ" کے بجائے "الحج" کا لفظ استعمال کیجئے اور اگر قران کی نیت کرنا ہے تو "العمرۃ والحج" دونوں کے الفاظ استعمال کیجئے اور اس کے بعد ہی بلند آواز سے کہیے:

"لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ".

"میں حاضر ہوں اے اللہ، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک سب تعریفیں تیرے لیے اور ساری نعمتیں تیری دی ہوئی ہیں اور بادشاہت تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں"۔

اس کے بعد پست آواز سے درود شریف اور یہ دعا پڑھیے:

www.abulhasanalinadwi.org

"اللھم انی أسألك رضاك والجنہ واعوذبك من غضبك والنار".

"اے اللہ میں تجھ سے تیری خوشنودی اور جنت مانگتا ہوں اور پناہ مانگتا ہوں تیری ناراضی اور جہنم کی آگ سے"۔

احرام باندھنے کے لیے آپ اگر اس کی نفل نماز نہ پڑھ سکے ہوں تو کسی بھی نماز کے بعد آپ مذکورہ بالا نیت کے ساتھ احرام باندھ سکتے ہیں، اور اگر کسی رکاوٹ کی وجہ سے نماز کا موقع نہ ملا ہو تو یہ نیت بغیر نماز کے بھی کی جاسکتی ہے۔

احرام کی نیت کا یہ طریقہ اختیار کرتے ہی آپ محرم ہو گئے، اب اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، صبح وشام اور نمازوں کے بعد نیز لوگوں کی ملاقات کے وقت کثرت سے بہ آواز بلند لبیک پڑھئے، سر کو کھلا رکھئے خواہ نماز پڑھتے ہوں، سلا ہوا کپڑا نہ پہنئے پیروں کے اوپر کی ہڈی کو جوتوں کے اوپری حصے سے نہ ڈھکنے دیجئے، ورنہ آپ "جنایت" کے مرتکب ہوں گے، یعنی ایسی غلطی ہوگی جس کے نتیجہ میں شریعت کی طرف سے آپ کو جرمانہ ادا کرنا ہوگا، عورتوں کو سلے ہوئے کپڑے پہننے جائز ہیں وہ سر بھی چھپائیں گی مگر اوپر اس طرح کپڑا نہ ڈالیں کہ منھ سے چھوجائے۔

احرام کی حالت میں جو چیزیں منع ہیں

احرام کی حالت میں بہت سی چیزیں ممنوع ہیں، ازاں جملہ:۔

www.abulhasanalinadwi.org

۱۔ عورت سے ہم بستری اور وہ باتیں جن سے ہم بستری کی خواہش پیدا ہو۔

۲۔ اپنا یا کسی کا سر یا داڑھی مونڈنا یا تراشنا، اور بدن کے کسی حصہ کا بال دور کرنا خواہ مونڈ کر یا کسی اور طریقہ سے۔

۳۔ ناخن تراشنا یا ترشوانا۔

۴۔ سلا ہوا کپڑا پہننا۔

۵۔ موزے یا پاتابے پہننا۔

۶۔ خوشبو ملنا یا خوشبودار چیز میں رنگا ہوا کپڑا پہننا۔

۷۔ سر یا منھ یا ان کے کسی حصہ کو یا ناک کو کپڑے سے ڈھانکنا۔

۸۔ خشکی کے جانور کا شکار کرنا، یا پکڑنا، یا شکار میں مدد دینا وغیرہ۔

۹۔ جوئیں مارنا یا کپڑے سے نکال کر پھینکنا یا دوسرے کو دینا یا جس کپڑے میں جوئیں پڑی ہوں اس کو دھوپ میں ڈالنا کہ جوئیں مر جائیں۔

۱۰۔ سر یا بدن میں زیتون یا تل کا تیل استعمال کرنا۔

۱۱۔ حق تعالیٰ کی ہر نافرمانی ہر حالت میں بُری ہے، مگر احرام کی حالت میں اور زیادہ منع ہے، یہی حال جھگڑے تکرار کا بھی ہے۔

جو چیزیں منع نہیں ہیں

۱۔ احرام کی حالت میں گھریلو جانوروں کا ذبح کرنا جیسے بکری یا مرغی کا ذبح کرنا منع نہیں ہے۔

۲۔ ہندوستان میں جو جوتے عام طور پر پہنے جاتے ہیں، اگر ان سے پیر کی اُبھری ہوئی ہڈی نہیں چھپتی تو ان کا پہننا احرام میں جائز ہے۔

۳۔ ایسا کھانا جس میں خوشبو ڈال کر پکایا گیا ہو اس کا کھانا جائز ہے۔

حج کا احرام

اگر آپ قران یا افراد کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہونچے ہیں، تو آپ کا احرام برابر قائم رہے گا، اور آپ کو اب حج کے لیے کوئی نیا احرام باندھنا نہ ہوگا اپنے اسی بندھے ہوئے احرام پر آپ حج کریں گے، لیکن اگر آپ تمتع کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آئے تھے تو آپ عمرہ پورا کر کے احرام کھول دیں گے، اور آٹھویں تاریخ کی صبح کے وقت آپ کو حج کا احرام باندھنا ہوگا، اس کا طریقہ اور نیت اسی طرح کرنا ہوتی ہے جیسی تمتع کی صورت میں کہ عمرہ کے احرام میں آپ منیٰ روانہ ہونے کے دن آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھیں گے، اگر فجر کی نماز کے بعد دن نکلنے سے پہلے باندھنا ہو تو احرام کی نفل نماز پڑھے بغیر باندھ لیجئے، اور اگر دن نکلنے کے بعد باندھنا ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر باندھئے نماز سے قبل احرام کی ایک چادر لنگی کی طرح باندھئے اور ایک چادر اوڑھ لیجئے سلام پھیرنے پر فوراً حج کی نیت کیجئے اور ساتھ ہی تین دفعہ لبیک پڑھئے۔ "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ" اس کے بعد جو جی چاہے دعا کیجئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

منیٰ روانگی

حتی الامکان کوشش کیجئے کہ آپ کا معلم سویرے ہی آپ کو روانہ کردے، منیٰ مکہ سے تقریباً تین میل ہے، عموماً لوگ موٹر سے جاتے ہیں، طاقت ہو اور کوئی رکاوٹ نہ ہو تو پیدل بھی بہ آسانی جا سکتے ہیں، آج منیٰ پہنچ کر کوئی خاص کام نہیں کرنا ہے بلکہ صرف وہاں رہنا ہے، یہ سنت ہے کہ وہاں آٹھویں کا دن اور آٹھویں، نویں کی درمیانی رات گزاری جائے، پانچ نمازیں (آٹھویں کی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں کی فجر) منیٰ میں پڑھی جائیں، لیکن بے کار رہنا مناسب نہیں، ذکر اور تلاوت میں وقت گزارنا چاہئے۔

عرفات روانگی

نویں کو سورج نکلنے کے بعد عرفات کے لیے روانہ ہونا ہے، عرفات منیٰ سے ۱۵ ر کیلومیٹر ہے، لوگ پیدل بھی جاتے ہیں، لیکن تکان کا اندیشہ ہو تو پیدل جانا ٹھیک نہیں ہے، موٹر سے جانا چاہئے، حج کی اس سب نقل وحرکت میں لبیک پڑھنے کا اہتمام رکھنا چاہئے، عرفات پہنچ کر زوال کے پہلے جی چاہے تو آرام کر لیجئے اور کھانے وغیرہ کی ضروریات سے فارغ ہو جایئے، زوال ہوتے ہی وضو کر لیجئے، غسل کرنا مستحب ہے، ضروری نہیں ہے، وضو کے بعد اگر کوئی بڑی دشواری نہ ہو تو مسجد نمرہ میں پہنچ جانا چاہئے، امام کی اقتداء میں پہلے ظہر پھر اسی سے متصل عصر کی نماز پڑھنا ہوگا، اور اگر آپ کا مکہ مکرمہ

www.abulhasanalinadwi.org

میں قیام پندرہ روز سے کم ہو، تو آپ امام کے ساتھ قصر کر سکتے ہیں، بشرطیکہ امام مسافر ہوا ور اگر امام مسافر نہ ہو اور قصر کرے تو خود چاہے مسافر ہو یا مقیم امام کی اقتدا میں نہ پڑھئے بلکہ دونوں نمازوں کو الگ الگ ان کے خاص وقتوں میں چاہے اکیلے یا جماعت کے ساتھ پڑھئے، ظہر پڑھنے کے بعد کوشش کیجئے کہ ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو، شام تک پورا وقت دعا واستغفار میں، الحاح وزاری اور رونے گڑگڑانے میں صرف کیجئے، ظہر کے بعد فوراً امام کے ساتھ جبل رحمت کے قریب وقوف کے لیے جانا اور دھوپ میں ہی قبلہ رو کھڑے ہوکر دعا کرنا افضل ہے، مگر دھوپ میں کھڑے ہونے سے ضرر یا تکلیف ہو تو جبل رحمت ہی کے قریب سایہ میں یا اپنے خیمہ ہی میں دعا وغیرہ کرتے رہئے، جب دھوپ کی تیزی کم ہو تو لبیک پکارتے ہوئے جبل رحمت کے پاس جائیے، جبل رحمت عرفات میں وہ جگہ ہے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں وقوف (قیام) فرمایا تھا، یہاں خوب رو رو کر دعائیں کیجئے اور اگر ضرر کے اندیشہ یا کمزوری کی وجہ سے اپنے خیمہ ہی میں رہ گئے اور بیٹھے ہی بیٹھے دعا واستغفار کرتے رہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، کھڑے ہوکر وقوف کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے اور اگر جبل رحمت تک جانے میں گم ہونے، دھوپ کی شدت سے بیمار ہونے یا ہجوم میں دل جمعی کے ساتھ دعا نہ کر سکنے کا اندیشہ ہو تو یہی اچھا ہے کہ خیمہ ہی میں پورا وقت جی لگا کر دعا واستغفار اور درمیان درمیان میں لبیک پڑھنے میں گزار دیجئے، دوسری

www.abulhasanalinadwi.org

کتابوں میں نیز ان چھوٹے چھوٹے جیبی رسالوں میں جو حاجیوں کو (بمبئی، دہلی اوران تمام مقامات سے جہاں سے حاجی روانہ ہوتے ہیں) سے مفت مل جاتے ہیں، لمبی لمبی دعائیں لکھی ہیں، لیکن اگر اتنا بھی کرلیں کہ قبلہ رو کھڑے ہوکر سو بار "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَـهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر" پھر سو بار "قل هو الله احد" پھر سو بار نماز میں جو درود پڑھی جاتی ہے پڑھ کر اپنے اور متعلقین اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرتے ہیں، تو کافی ہے، کسی سے اتنا بھی نہ ہوسکے تو برابر "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ" آخر تک اور "رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" پڑھتا رہے اور جو بن پڑے دعا کرے آج ہی کا دن اس سارے سفر کا حاصل اورلبِ لباب ہے، اس کی قدر پہچاننا چاہیے اور ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرنا چاہیے۔

مزدلفہ روانگی

آفتاب ڈوبنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ روانہ ہوجایئے مزدلفہ عرفات سے چھ میل ہے، وہاں پہنچ کر مغرب اور عشاء ایک ساتھ عشاء کے وقت میں پڑھیئے، آج اس جگہ دونوں نمازوں کا جمع کرنا واجب ہے، یہ رات بڑی مبارک ہے، یہاں تک کہا گیا ہے کہ حاجیوں کے حق میں یہ رات شب قدر سے بڑھ کر ہے، اس لیے جس قدر شب بیداری،

www.abulhasanalinadwi.org

ذکر ودعاء توبہ واستغفار، تلاوت درود کا ورد کر سکیں کیجئے، اچھا یہ ہے کہ مغرب وعشاء سے فارغ ہو کر کچھ دیر ذکر ودعا وغیرہ کر کے سو جائیے اور بہت سویرے جاگ کر تہجد پڑھئے اور برابر تلاوت اور ذکر ودعا میں مشغول رہئے، اس کے بعد آج یہ افضل ہے کہ فجر کی نماز صبح صادق ہونے کے بعد خوب اندھیرے میں پڑھئے، پڑھ کر جبل قزح پر یا اس کے آس پاس آ کر وقوف کیجئے، اس وقوف میں بھی درود شریف، تکبیر وتہلیل، استغفار، تلبیہ اور اذکار کی کثرت کیجئے اور اگر کوئی بتانے والا نہ ہو یا قوت نہ ہو تو جہاں قیام ہے وہیں مشغول رہئے۔

منیٰ واپسی

جب سورج نکلنے میں بقدر دو رکعت نماز پڑھنے کے (یعنی تقریباً ۲۰ منٹ) رہ جائے تو منیٰ کے لیے روانہ ہو جائیے، چونکہ حجاج کی کثرت کی وجہ سے معلمین کو بروقت موٹریں روانہ کرنے میں دشواری ہوتی ہے اس لیے عام طور پر حاجیوں کو مزدلفہ سے نکلنے میں بہت دیر ہو جاتی ہے اور دن خاصا نکل آتا ہے، یہ مجبوری کی صورت ہے بہر حال کوشش ہونا چاہئے کہ حتی الوسع تاخیر نہ ہو، روانہ ہونے سے قبل اچھا یہ ہے کہ مزدلفہ ہی سے جمرات کو مارنے کے لیے کنکریاں لے لی جائیں منیٰ پہونچنے پر اب حاجی کا قیام کم از کم تین روز تک یہیں رہے گا صرف طواف کے لیے ایک بار مکہ جانا ہوگا، منیٰ میں قیام کے یہ دن ایام معلومات کہلاتے ہیں، ان میں حاجی کو روزانہ جمرات پر کنکریاں مارنا ہوتی

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، اور پہلے ہی روز قربانی کے بعد بال بنوا کر احرام کھول دینا پھر مکہ جانا فرض طواف جو کہ طوافِ زیارت کہلاتا ہے ادا کرنا ہوتا ہے، دسویں تاریخ کو پہلے دن اگر نہ کر سکے تو گیارہویں بارہویں تک بھی گنجائش ہے۔

دسویں تاریخ کے کام

منیٰ میں پہونچ کر پہلا کام یہ کیجئے کہ جمرہ عقبہ (کنکری مارنے کی آخری جگہ) جس کو عوام بڑا شیطان کہتے ہیں، سات کنکریاں ماریئے، اس کے بعد قربانی کر کے بال منڈوا لیجئے یا کتروا لیجئے، اب آپ احرام سے باہر ہو گئے۔

۱۔ جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارنے کے ساتھ لبیک کہنا موقوف ہو جائے گا، اس کے بعد لبیک نہ کہئے، کنکری مارتے وقت یہ دعا پڑھئے:

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ رَغْماً لِلشَّیْطَانِ وَرِضیً لِلرَّحْمٰنِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجّاً مَبْرُوْراً وَذَنْباً مَغْفُوْراً وَسَعْیاً مَشْکُوْراً". یہ یاد نہ ہو تو کوئی دوسرا ہی ذکر کیجئے۔

۲۔ قربانی ہو تو قربانی کے بعد اپنے بال بنوانا ہوگا، بال خود اپنے ہاتھ سے بھی بنا سکتے ہیں دوسرے حاجی کے بال بھی کاٹ سکتے ہیں۔

۳۔ اگر کسی کا حج، حج افراد ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے، جس کو قربانی کرنی ہے، وہ قربانی کے بعد بال بنوائے گا، اور پھر اس کا احرام کھلے گا، قربانی نہ ہو تو رمی کے بعد ہی بال بنوائے جا سکتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

۴۔ دسویں تاریخ کو اگر بآسانی ممکن ہو تو منیٰ سے ایسے وقت چلے کہ طواف زیارت اور سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں باجماعت نماز ظہر پڑھے تو بہتر ہے بعض حضرات نے اسی کو مسنون لکھا ہے، اور بعض نے واپس آکر منیٰ میں ظہر پڑھنے کو مسنون بتایا ہے، لیکن آج کل مزدلفہ سے منیٰ آنے میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ رمی اور ذبح پھر حلق سے فارغ ہوتے ہوتے موقع ہاتھ سے جاتا رہتا ہے، اس لیے جب موقع ملے اسی وقت طوافِ زیارت کے لیے مکہ آنا چاہئے مگر مکہ سے لوٹ کر منیٰ ہی میں رات گزارنی چاہئے۔

۵۔ اس طواف اور سعی کا بھی وہی طریقہ ہے جو عمرہ کے طواف میں بتایا گیا ہے لیکن چونکہ اس میں احرام کی حالت نہ ہوگی، اس لیے اس میں اضطباع نہیں ہے، اور نہ اس سعی کے بعد سر منڈوانا یا بال کتروانا ہے۔

منیٰ میں تین روز

۱۔ دسویں تاریخ کو کنکری مارنے کا وقت صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے، اگر گیارہویں کو صبح صادق ہوگئی اور دسویں کی کنکری نہیں ماری تو دم واجب ہے، یعنی اس کے تاوان میں قربانی کرنا ہوگی۔ اس دن کا مسنون وقت سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک ہے، اور زوال سے غروب تک مباح ہے، اور غروب کے بعد صبح صادق تک مکروہ ہے۔

۲۔ دسویں کو صرف آخری جمرہ پر کنکری مارنا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

۳۔ گیارہویں کو تینوں جمروں پر کنکری مارنا واجب ہے، پہلے جمرۂ اولیٰ پر جو مسجد خیف کے قریب ہے، پھر وسطیٰ پر، اس کے بعد جمرۂ عقبہ پر جو آخر میں ہے۔

۴۔ گیارہویں کو زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارنا ہے، بارہویں کو بھی ایسا ہی کرنا ہے۔

۵۔ گیارہویں اور بارہویں کو رمی کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے رمی جائز نہیں ہے۔

۶۔ اگر تیرہویں کو بھی ٹھہر کر رمی کر کے واپس آنا ہے تو بہت اچھا ہے، تیرہویں کو صبح صادق سے غروب تک وقت رہتا ہے، مگر زوال کے بعد مسنون ہے، اس کے پہلے مکروہ وقت ہے۔

۷۔ اگر تیرہویں کو رکنا نہ ہو تو بارہویں کو غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جانا چاہئے۔

۸۔ ہجوم کے خوف سے عورت کی طرف سے دوسرے کا رمی کرنا جائز نہیں ہے، اگر اس سبب سے عورت نے رمی نہیں کی تو فدیہ واجب ہے۔

۹۔ عورت دسویں کو سورج نکلنے سے پہلے اور گیارہویں، بارہویں کو سورج غروب ہونے کے بعد کنکری مارے تو مکروہ نہیں ہے، بلکہ عورت کو رات میں رمی کرنا افضل ہے۔

۱۰۔ بارہویں یا تیرہویں کو منیٰ سے مکہ آتے ہوئے مُحَصَّب (جس کو

www.abulhasanalinadwi.org

آج کل معابدہ کہتے ہیں، اور وہ شہر کا ایک محلّہ ہے) میں تھوڑی دیر اتر کر خواہ سواری روک کر ٹھہرنا اور دعا کرنا چاہئے، اگر نہ کرسکے تو گناہ نہیں، مکہ مکرمہ لوٹنے پر حج کے ضروری اعمال پورے ہوگئے، اب صرف ایک طواف، طواف وداع باقی رہ گیا ہے، جو وطن واپسی پر کرنا ہوگا۔

مکہ مکرمہ واپسی

منیٰ سے واپسی کے بعد جتنے دن مکہ معظّمہ میں قیام ہو اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے اور جتنا ہو سکے طواف، عمرے، نماز، روزے، صدقات اور نیک کام کرنا چاہئے، اپنے والدین واقارب کی طرف سے بھی کرے، معلوم نہیں پھر یہ موقع نصیب ہو نہ ہو۔

حج سے واپسی

حج کے بعد جب مکہ سے وطن واپس ہونے کا ارادہ ہو تو طواف وداع واجب ہے، اس طواف میں نہ رمل ہے، نہ اس کے بعد سعی، حاجی کو چاہئے طواف کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر خوب پیٹ بھر کر کئی سانس میں آبِ زمزم پیئے، ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف دیکھے، پھر ملتزم کے پاس جا کر جس طرح پہلے طواف کے بعد دیوار کعبہ سے لپٹا تھا، اسی طرح لپٹے اور خوب روئے، گڑگڑائے اور بیت اللہ کی جالی پر افسوس کرے پھر حجر اسود

www.abulhasanalinadwi.org

کو بوسہ دے اور روتا ہوا مسجد سے نکلے اور دروازہ پر کھڑا ہو کر دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بار بار حاضری نصیب فرمائے، یاد رہے تو یہ دعا پڑھے:۔

”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ اَلْمَرَّۃَ بَعْدَ الْمَرَّۃِ اِلٰی بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمَقْبُوْلِیْنَ عِنْدَکَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْہُ آخِرَ الْعَھْدِ مِنْ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَاِنْ جَعَلْتَہُ آخِرَ الْعَھْدِ فَعَوِّضْنِیْ عَنْہُ الْجَنَّۃَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ“.

حائضہ عورت طوافِ وداع نہ کرے صرف دروازہ پر کھڑی ہو کر دعا پڑھ لے۔(۱)

دعائے عرفات☆

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غروب آفتاب تک دعا ومناجات اور مالک الملک کے حضور تضرّع وابتہال اور اپنی عاجزی وبیچارگی کے اظہار میں مشغول رہے، دعا میں آپ اپنا دست مبارک سینے تک اٹھائے تھے جیسا کہ کوئی سائل اور مسکین نان شبینہ کا سوال کر رہا ہو، دعا یہ تھی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ

---

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حج ومقامات حج۔

(☆) ماخوذ از نبی رحمت مصنفہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، ص:۵۲۵، مطبوعہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

وَعَلَانِيَتِیْ، لَایَخْفٰی عَلَیْكَ شَیْءٌ مِنْ أَمْرِیْ، أَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ، اَلْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ وَالْوَجِلُ الْمُشْفِقُ، اَلْمُقِرُّ اَلْمُعْتَرِفُ بِذُنُوْبِیْ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِیْنِ وَابْتَهِلُ اِلَیْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ، وَأَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ، مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَیْنَاهُ وَذَلَّ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ أَنْفُهٗ لَكَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِیًّا وَكُنْ بِیْ رَؤُوْفاً رَحِیْماً، یَاخَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَیَاخَیْرَ الْمُعْطِیْنَ.

ترجمہ: اے اللہ تو میری بات سنتا ہے اور میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی، میں مصیبت زدہ ہوں محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ جو ہوں، پریشان ہوں، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں، اعتراف کرنے والا ہوں، تیرے آگے سوال کرتا ہوں جیسے بیکس سوال کرتے ہیں، تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں، جیسے گنہگار، ذلیل وخوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے طلب کرتا ہوں جیسے خوف زدہ آفت رسیدہ طلب کرتا ہو، اور جیسے وہ شخص طلب کرتا ہے جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہو، اور اس کے آنسو بہہ رہے ہوں، اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کئے ہوئے ہو، اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہو، اے رب تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ

www.abulhasanalinadwi.org

رکھ اور میرے حق میں بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہو جا، اے سب مانگے جانے والوں سے بہتر اور سب دینے والوں سے اچھے۔

مدینہ منورہ کی حاضری

سیدنا (حضور) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بالاجماع قربات اور افضل طاعات میں ہے، اور ترقی درجات کے لیے کامیاب ترین وسیلہ ہے۔

خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت کی ترغیب دی ہے، اور باوجود قدرت کے زیارت نہ کرنے والوں کو بے مروّت اور ظالم فرمایا ہے، خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس دولت سے نوازا جائے اور بدبخت ہے وہ شخص کہ باوجود قدرت و وسعت کے اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائے۔

"قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّداً کَانَ مِنْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ"۔ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بامقصد میری زیارت کرے گا، قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔

"مَنْ حَجَّ فَزَارَقَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ"۔ (مشکوٰۃ، ص:۲۳۳)

جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت (میری وفات) میرے

www.abulhasanalinadwi.org

مرنے کے بعد کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

زیارت مدینہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی حاضری بڑی سعادت ہے، حضورؐ کا ارشاد ہے "جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی"۔ اور فرمایا "جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے میرے ساتھ مغایرت برتی" حضورؐ کی زیارت افضل مستحبات میں سے ہے جس شخص پر حج فرض ہو اس کے لیے حج سے پہلے زیارت کرنا جائز ہے بشرطیکہ حج فوت ہونے کا خوف نہ ہو مگر بہتر اس کے لیے پہلے حج کرنا ہے، اور حج نفل کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ چاہے پہلے حج کرے یا زیارت۔

درود شریف اور نماز

جب مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو تو راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے، بلکہ فرائض وضروریات سے جو وقت بچے سب اسی میں صرف کرے اور خوب ذوق وشوق پیدا کرے اور اظہار محبت میں کوئی دقیقہ نہ رکھے، اگر خود یہ حالات پیدا نہ ہوں تو بہ تکلف پیدا کرے، راستہ میں جو مساجد مخصوصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کی طرف منسوب ہیں، (جیسے مسجد ذی الحلیفہ) ان میں نماز پڑھے محض تماشہ اور سیر وتفریح کی نیت سے مساجد میں نہ جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد کے طول وعرض میں گزرے اور اس میں نماز نہ پڑھے" اس لیے جب کسی مسجد کی زیارت کرتے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو، جو متبرک کوئیں راستہ میں ہیں، ان کا پانی تبرکاً پینا چاہئے جیسے (وادی عقیق میں بیرِ عروہ)

جتنا جتنا مدینہ منورہ قریب ہوتا جائے اتنا اتنا ذوق شوق بڑھنا چاہئے اور شیفتگی و بے تابی میں اضافہ ہونا چاہئے اور درود وسلام کی کثرت ہونی چاہئے۔

شہر کے سامنے

ذوالحلیفہ (ابیارعلی) سے روانگی کے بعد جب مدینہ منورہ کے آثار اور اس کے درخت نظر آنے لگیں تو سعادت دارین کی دعا مانگئے اور درود وسلام پڑھیے، اور بہتر یہ ہے کہ اگر رفقاء سے اختلاف اور نظام سفر میں خلل وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو تو سواری سے اُتر جائیے ہو سکے تو ننگے پاؤں روتے ہوئے چلئے اور قدر ادب و تعظیم ممکن ہو بجا لایئے۔

احتیاط کا تقاضہ ہے کہ ذوالحلیفہ ہی سے غسل کر کے داخلۂ مدینہ کے لیے تیار ہو جائیے ورنہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے اگر ہو سکے غسل کیجئے اور اگر داخل ہونے سے پہلے نہ ہو سکے تو داخل ہونے کے بعد غسل کیجئے، غسل

www.abulhasanalinadwi.org

نہ ہو سکے تو وضو کیجیے مگر غسل افضل ہے، پھر پاک وصاف کپڑے پہنیے (نئے کپڑے افضل ہیں) اور خوشبو لگائیے۔

باب العنبریہ

اگر مدینہ منورہ ہوائی جہاز سے حاضر ہونے کی سعادت ملی ہے، تو ہوائی اڈہ سے روانہ ہو کر شہر میں احد پہاڑ کے مشرقی سمت سے داخلہ ہوگا اور اگر موٹر کے ذریعہ حاضری ہوئی ہے تو شہر کا پہلا محلّہ باب العنبریہ ملے گا یہ محلہ مدینہ منورہ شہر کا جنوب مغربی محلّہ ہے، یہ شہر کا ایک پُر فضا حصہ ہے، اس حصۂ شہر کو النقا اور حاجر کے ناموں سے موسوم کیا گیا ہے، باب العنبریہ ہی پر وہ ریلوے اسٹیشن ہے، جہاں سے ترکی عہد میں شام کے لیے ریل روانہ ہوتی تھی۔

جب باب العنبریہ سے شہر میں داخل ہونے لگیے تو یہ پڑھیے۔

"بسم اللّٰه ماشاء الله لاقوة الا بالله رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ رَسُوْلِكَ مَارَزَقْتَ اَوْلِیَاءَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ وَأَنْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَاخَیْرَ مَسْئُوْلٍ"۔

شہر میں پہونچنے کے بعد سیدھے مسجد نبوی میں حاضر ہوئیے بشرطیکہ بیوی، بچے یا سامان کے باب میں کسی قسم کا خطرہ نہ ہو، اگر کوئی خطرہ ہو تو اس کا بندوبست کر کے مسجد میں بلا تاخیر حاضر ہوئیے۔

www.abulhasanalinadwi.org

داخلہ مسجد

افضل یہ ہے کہ زائر پہلے باب السلام یا باب جبریل سے داخل ہو داخلے کے وقت پہلے داہنا پیر مسجد میں رکھے اور "بسم اللّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللّٰہ، رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك" پڑھے اسکے بعد حجرۂ شریفہ (جس میں مزار انور ہے) کے پیچھے سے "روضة من رياض الجنة" (جنت کی کیاری) میں تواضع ومسکنت کے ساتھ اس طرح آئے کہ معلوم ہو اس پر اس مقام کی ہیبت طاری ہے۔

اور اس جگہ حق تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کے لیے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے پہلی میں "قل یا ایھا الکافرون" دوسری میں "قل ھو اللّٰہ احد" پڑھنا بہتر ہے۔

افضل یہ ہے کہ تحیۃ المسجد مسجد نبوی میں پڑھے، مصلائے نبوی محراب کے پاس منبر نبوی کی طرف ذرا ہٹ کر ہے۔

مصلائے نبوی میں نماز پڑھنے کے لیے کسی کو دھکا دینا جائز نہیں، وہاں موقع نہ ہو تو پھر روضہ میں جہاں جگہ ملے پڑھ لے اور اسلام پھیر کر خدا کی حمد وثنا بجالائے، شکر ادا کرے، اور زیارت کے قبول ہونے کی دعا مانگے۔

اگر فرض نماز کی جماعت ہو رہی ہو یا نماز کے قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے فرض نماز پڑھے، تحیۃ المسجد بھی اس سے ادا ہو جاتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

زیارت وسلام

نماز تحیۃ المسجد سے فارغ ہوکر نہایت ادب کے ساتھ مزار انور کے پاس آئے اور دل سے تمام دنیاوی خیالات کو دور کرکے سرہانے کے قریب جو ستون ہے اس سے چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہوجائے اور قبلہ کی طرف پشت کرکے ذرا بائیں طرف مائل ہوجائے تاکہ روئے انور کا سامنا حاصل ہو، اِدھر اُدھر نہ دیکھے، نظر نیچی رکھے اور کوئی حرکت خلاف ادب نہ کرے کہ اس قسم کی باتیں خلافِ ادب واحترام اور ناجائز ہیں، اور سجدہ کرنا شرک ہے، اور خیال رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لحد شریف میں قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے آرام فرما ہیں۔

عظمت وجلال کا لحاظ کرتے ہوئے متوسط آواز سے سلام پڑھے، زیادہ زور سے نہ چیخے اور بالکل آہستہ بھی نہ پڑھے۔

سلام اس طرح پڑھے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخِیَرَۃَ اللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ، قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ فَجَزَاکَ اللّٰہُ عَنْھَا وَعَنَّا خَیْرًا وَجَزَاکَ

www.abulhasanalinadwi.org

اللّٰهُ الْفَضِيلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ اَللّٰهُمَّ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِيْ وَعَدْتَهُ اِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَادِ، وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ، اِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ"۔

اس کے بعد آپ کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست ان الفاظ میں کرے "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَضَرَّعُ اِلَى اللّٰهِ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِماً عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ"۔

سلام کے الفاظ میں جس قدر چاہے زیادتی کرسکتا ہے، مگر سلف کا معمول اختصار تھا اور اختصار ہی کو مستحسن سمجھتے تھے، اور سلام میں کوئی لفظ ایسا نہ کہے جس سے ناز اور دعویٰ قرب مترشح ہو کہ یہ بھی سوءادب ہے۔

اور اگر کسی کو یہ الفاظ پورے یاد نہ ہوں یا زیادہ وقت نہ ہو تو جتنا یاد ہو، یا کہہ سکتا ہو کہہ لے کم سے کم مقدار "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" ہے۔

اگر کسی شخص نے آپ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے کہا ہو تو اس کا سلام بھی اپنے سلام کے بعد اس طرح عرض کیجیے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ" فلاں ابن فلاں کی جگہ اس شخص کا نام وولدیت لیجیے۔

اور بہت سے لوگوں نے اگر سلام عرض کرنے کو کہا ہے، اور نام یاد نہیں ہیں تو سب کی طرف سے اس طرح سلام عرض کیجیے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَنْ اَوْصَانِيْ بِالسَّلَامِ عَلَيْكَ"۔

www.abulhasanalinadwi.org

سلام پڑھنے کے بعد ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک کے سامنے کھڑے ہوکر اس طرح سلام پڑھے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهُ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهُ فِي الْاَسْفَارِ وَاَمِيْنَهُ عَلَى الْاَسْرَارِ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا.

پھر ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ کے مقابل ہوکر ان الفاظ میں پڑھے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرْضِيًّا حَيًّا وَمَيِّتًا جَزَاكَ اللّٰهُ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا.

ان دونوں حضرات پر سلام کے الفاظ میں کمی زیادتی کا اختیار ہے، اور کسی نے سلام پہونچانے کی فرمائش کی ہو تو اس کا بھی سلام پہنچا دیجئے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھنے کے بعد نصف ہاتھ کے قریب بائیں جانب ہٹ کر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان کھڑے ہوکر پھر اس طرح سلام پڑھنا چاہئے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا صَاحِبَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ وَزِيْرَيْهِ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَا كُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَدْعُوَلَنَا رَبَّنَا اَنْ يُّحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ، آمين".

پھر اس کے بعد دوبارہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

www.abulhasanalinadwi.org

کھڑے ہو کر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کیجئے اور درود شریف پڑھئے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے لیے اور اپنے والدین، مشائخ، احباب اقارب اور سب مسلمانوں کے لیے دعا کیجئے، اور بہتر یہ ہے کہ سلام کے بعد یہ کہا جائے: "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ "وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ثُمَّ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہِ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّاباً رَّحِیْماً، فَجِئْنَاكَ ظَالِمِیْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِیْنَ مِنْ ذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّنَا وَاسْئَلُہٗ اَنْ یُمِیْتَنَا عَلٰی سُنَّتِكَ وَاَنْ یَّحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِكَ". اس کے بعد اپنے لیے اور سب کے لیے دعا مانگیے۔

مسجد شریف کے اندر

زیارت کے بعد دعا سے فارغ ہو کر اسطوانہ ابی لبابہ کے پاس آکر دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگنا چاہیے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور روضہ مبارک میں نماز، درود، دعا جس قدر ہو سکے کرنا چاہیے، اس کے بعد منبر کے پاس آکر دعا واستغفار کرنا اور درود پڑھنا چاہیے، پھر ستون حنانہ اور باقی ستونوں کے پاس دعا واستغفار کرنا مناسب ہے، یہ سب ستون روضۂ جنت کے اندر واقع ہیں جن کی فضیلت کا ذکر گزر چکا ہے، اور ایام قیام مدینہ کو غنیمت سمجھ کر، اکثر وقت مسجد نبوی میں بہ نیت اعتکاف گزارنا اور موقع غنیمت سمجھتے ہوئے مصلائے نبوی، ستون عائشہؓ ستون ابی لبابہؓ اور ستون سریر وغیرہ کے

پاس نفل پڑھنے کو غنیمت سمجھنا چاہیے، مگر اس کے لیے کوئی ناروا حرکت یا بے ادبی نہ کرنا چاہیے، ستونوں کے پاس جگہ نہ ملے تو روضہ میں جہاں جگہ ملے وہاں نفل پڑھنا چاہیے، پنجگانہ نماز جماعت سے مسجد نبویؐ میں اور تکبیر اولیٰ اور پہلی صف کا اہتمام بہت ضروری ہے، مسجد نبویؐ میں ایک نماز کا ثواب بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق ایک ہزار نماز سے زیادہ ہے۔

امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز اس کی فوت نہ ہو تو اس کے لیے دوزخ سے براءت لکھی جائے گی اور عذاب ونفاق سے براءت لکھی جائے گی" اور اگر ممکن ہو تو مسجد نبوی میں مستقل طور سے اعتکاف بھی کیجیے، اور قرآن شریف ختم کیجیے اور صدقہ وخیرات حسب حیثیت، مساکین ومجاورین وباشندگان مدینہ کا خاص طور سے خیال رکھیے، ان سے محبت سے پیش آئیے، اگر ان کی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہو تو تحمل اور شریفانہ برتاؤ کیجیے، خرید وفروخت میں بھی ان کی امداد کی نیت رکھیے، تاکہ ثواب ملے۔

www.abulhasanalinadwi.org